

باب 2:

تیلی بچھ بھی جائے تو چولہا جلتا رہتا ہے

والدین کی بہت بڑی خوش فہمی ہے کہ ہمارے بچے ذمہ داریوں کا بوجھ پڑنے کے بعد سدھر جائیں گے کچھ ان جانی وجوہات ہیں کہ وہ بالغ ہو جانے کے بعد بھی بلوغت کو نہیں پہنچتے۔ یہی نہیں بلکہ وہ چرس اور دیگر منشیات کے استعمال، اپنے غیر سنجیدہ، نامناسب، بگڑے ہوئے رویوں کے باعث اور بری صحبت کی وجہ سے اپنے والدین کی جان کا روگ بھی بن جاتے ہیں۔

بری صحبت کے باعث اور چرس کے متواتر استعمال سے سیکھنے کی صلاحیت تباہ ہو جاتی ہے۔ تعلیمی استعداد اور قابلیت کے درجوں میں بھی تیزی سے کمی آنا اور سمجھ بوجھ دھندلا جاتی ہے۔ چرس کا متواتر استعمال منطقی سوچ کو متاثر کرتا ہے۔ غور و فکر کا انداز بتدریج بدل جاتا ہے۔ پھر ایک ایسی جسمانی تبدیلی بھی آسکتی ہے کہ چرس کا مزہ مختصر اور آدم بیزاری کے وقفے طویل تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان رویوں کی سب سے بڑی قیمت اس وقت ادا کرنا پڑتی ہے جب اس دوران کچھ سیکھنے یا مسائل حل کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ نوعمر افراد میں یہ مسئلہ زیادہ نمایاں ہوتا ہے کیونکہ جو دن وہ غیر اخلاقی کاموں میں گزارتے ہیں وہی دن مہارتیں سیکھنے کے ہوتے ہیں۔ خوشگوار حسابات اور حسوسات قلیل تر اور آدم بیزاری کے وقفے طویل تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مزید علامتوں میں اضطراب، ناگہانی خوف و ڈر، شخصی بگاڑ، ڈپریشن اور ذہنی توازن کی خرابی شامل ہیں۔

چرس میں 421 کیمیلز پائے جاتے ہیں لیکن اصل کیمیکل جس کی خاطر لوگ چرس پیٹتے ہیں ٹی ایچ سی کہلاتا ہے۔ 1960 میں چرس کی جو قسم میسر تھی اس میں ٹی ایچ سی کا عنصر 0.5% تھا۔ 80 اور 90 کی دہائیوں میں چرس ایک خطرناک نشے کی شکل اختیار کر گئی اور افسوس کی بات تو ہے کہ عام دستیابی کے علاوہ اس میں ٹی ایچ سی کا عنصر بھی بڑھتا چلا گیا اب جب نئی صدی کروٹ لے چکی ہے تو چرس کی بہت سی اقسام میں ٹی ایچ سی کا عنصر 50% سے بھی زیادہ ہے۔ لوگوں کے چرس سے گھائل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نام تو وہی ہے لیکن یہ پہلے سے 100 گنا زیادہ طاقتور، زود

اثر اور نقصان دہ ہوگئی ہے۔ آج کی چرس میں جتنا دم ہے، اس کو چرس کہنا زیادتی ہے۔ پاکستان میں نشے کے مریضوں کی تعداد سرکاری طور پر 76 لاکھ بتائی جاتی ہے اس کا مطلب ہے کہ نشہ کرنے والوں کی حقیقی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہونی چاہیے کیونکہ نشہ کرنے والوں میں کچھ آگے چل کر نشے کے مریض بنتے ہیں۔ منشیات استعمال کرنے والے ان گنت لوگوں میں ایک بڑی تعداد چرس کی رسیا ہے۔ لاعلمی کی بنیاد پر چرس کو ایک بے ضرر نشہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ آج کی چرس جسم کے تمام اعضاء کیلئے تباہی لاتی ہے۔ خصوصاً دماغ پر اس کے اثرات انتہائی مضر ہوتے ہیں۔ نوجوان تجسس اور مہم جوئی کی بناء پر چرس کی دنیا میں قدم رکھتے ہیں۔ حلقہ یاراں اور ماحول کا دباؤ؟ 'ناں' کہنے والوں کو 'ہاں' کہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ چرس کا سب سے خطرناک اثر اس پر بڑھتا ہوا انحصار ہے۔ جب کوئی منشیات استعمال کرتا ہے تو منشیات اُس کے لیے وہ سبھی کچھ کرتی ہے جو خود اُس نے کرنا ہوتا ہے۔ چرس پینے کی سب سے بڑی قیمت اس وقت ادا کرنا پڑتی ہے جب اس دوران کچھ سیکھنے یا مسائل حل کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ نوجوان افراد میں یہ مسئلہ زیادہ نمایاں ہوتا ہے کیونکہ جودن وہ چرس پیتے ہوئے گزارتے ہیں وہی دن مہارتیں سیکھنے کے ہوتے ہیں۔

نوجوانوں میں والدین، کالج اور دوستوں سے متعلق پریشانیوں عام سی بات ہے۔ ان پریشانیوں سے نمٹنے کا آسان حل بے حسی کے ساتھ چرس کے نشے میں دھت ہو جانا یا آنکھیں بند کر لینا سمجھا جاتا ہے۔ اس عالم مدہوشی میں تمام مسائل کو آسانی سے بھلایا جاسکتا ہے۔ حیرت تب ہوتی ہے جب نشہ اترتا ہے اور آنکھ کھلتی ہے اور حقیقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو بھی مسائل جوں کے توں موجود ہوتے ہیں۔ اب بندے کے پاس دو ہی راستے رہ جاتے ہیں یا تو وہ یہ مسائل حل کرے یا پھر دوبارہ نشے میں مبتلا ہو جائے یا بے حسی کا مظاہرہ کرے، اگر خود اسے اختیار دیا جائے تو وہ عموماً دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے کیونکہ یہ آسان ہوتا ہے۔ اگر چرس ان پریشانیوں اور سوچوں کے تضادات اور کشمکش کو ختم کرنے میں ناکام ہو جائے تو پھر زیادہ زود اثر منشیات کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ ہم نے پچھلے 45 سال میں ہزاروں مریضوں کا علاج کیا ہے۔ تحقیق بتاتی ہے کہ ان میں سے 90 فیصد نے نشہ کا آغاز چرس سے کیا تھا۔

نوجوانوں کیلئے چرس ایک لنگوٹے کی طرح ہوتی ہے تاہم جب چرس انہیں مطمئن نہیں کرتی تو وہ زیادہ تیز اور سخت نشے کو گلے لگا لیتے ہیں۔ لیکن چرس کا ساتھ نہیں چھوڑتے اُس کا احترام جاری رکھتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ تمام والدین یہ آخری فقرہ دوبارہ غور سے پڑھیں کیونکہ

معاشرہ میں نشیات کی دستیابی کے حوالے سے یہ بہت تلخ حقیقت ہے کہ والدین کو نشیات کا شکر پڑھنے پر اپنے بچوں کے کمروں کی تلاشی لینے سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیے۔ اس طرح آپ موثر بات چیت کے ذریعے نشے کا استعمال ابتدائی مراحل میں روک سکتے ہیں۔ نوجوان چرس کی گہری عادت کے بعد ہی ہیروئن کا اندھیرا گوں میں اتارنا سیکھتے ہیں۔ اپنے بچے میں چرس کے استعمال کی بے کنی کیجئے ورنہ ہو سکتا ہے چرس اس کی زندگی میں آنے والے نشے کے عذابوں کا نقطہ آغاز بن جائے۔ "سچی محبت" کے تحت آپ قدم آگے بڑھائیں گے تو اپنے بگڑے ہوئے چرس پینے والے مشکل بچے سے چرس جیسے مشکل موضوع پر بات کرنے کے لیے آپ کو کچھ ٹریننگ کی ضرورت پڑے گی۔

"سچی محبت" کے تحت آپ ضروری اقدامات کریں گے تو آپ کے پیارے میں بگاڑ یہیں رُک جائے گا اور اس کی زندگی ہمیشہ کے لیے صحیح نیچ پر چلنا شروع ہو جائے گی۔ یوں آپ اپنے پیارے کو نہ صرف چرسی بننے سے بچالینگے بلکہ سینکڑوں دوسرے نوجوانوں کی زندگی بچ جائے گی۔ ماہرین نفسیات نوجوانوں کے اس قسم کے رویوں اور نشے کی بیماری میں مبتلا ہونے کی بہت سی وجوہات بیان کرتے ہیں۔ میز کی دوسری طرف بیٹھ کر والدین کو باتیں بتانا اور انہیں اپنے بچوں کے رویوں کا ذمہ دار ٹھہرانا بہت آسان ہے لیکن میز کے اس طرف والدین کی حیثیت سے یہ الزام قبول کرنا کہ اولاد کو بگاڑنے کے ذمہ دار وہ ہیں، آسان نہیں ہے۔ کسی کو بھی وثوق سے یہ معلوم نہیں کہ نوجوان کن وجوہات کی بنا پر ان رویوں اور نشے کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ شواہد بتاتے ہیں کہ آپ نے ایسا کچھ نہیں کیا جو آپ کے بچوں کے نشہ کرنے اور اس قسم کے رویوں میں مبتلا ہونے کی وجہ بنا ہو لیکن اس الزام سے آپ کی راتوں کی نیند حرام ہو چکی ہے اور آپ صدمے سے نڈھال ہیں۔ ایسے میں مجرموں کی طرح نظریں چراتے ہوئے آپ اپنے بچوں کی نشہ سے نجات اور صحت مند زندگی کی طرف آنے میں کیا مدد کر سکتے ہیں؟

غیر صحت مندانہ رویوں کا مظاہرہ کرنے والے اور نشے کے مریضوں میں سے زیادہ تر وہ ہوتے ہیں جو موڈ اور مزاج کی خرابی سے نجات کے لیے نشے کا استعمال کرنا شروع کرتے ہیں۔ ایسے مریضوں میں مریض کو موڈ، مزاج، سوچ، توانائی اور رویوں میں شدید اتار چڑھاؤ پیدا ہوتا ہے۔ جو انہیں ایک طرح سے آفت زدہ بنا دیتا ہے۔ یہ علامتیں آہستہ آہستہ بڑھتی رہتی ہیں اور کبھی کبھی اچانک ظاہر ہوتی ہیں جس سے تمام اہل خانہ چکر اجاتے ہیں۔ نوجوان 4% سے 6% تک زیادہ شدت سے متاثر ہوتے ہیں کبھی کبھار ان میں باری باری جنون اور ڈپریشن کی علامتیں ظاہر

ہوتی ہے۔ جنون کی حالت میں مریض میں تیزی آجاتی ہے، وہ سونے سے کتراتا ہے، مسلسل اور شیخی سے بھرپور گفتگو کرتا ہے، زیادہ دیر تک کسی ایک کام پر توجہ مرکوز نہیں رکھ پاتا، قوت فیصلہ کم ہو جاتی ہے اور وہ خطروں سے کھیلتا نظر آتا ہے، جب ڈپریشن کا دور آتا ہے تو مسلسل اداسی اور روتے دھوتے رہنے کے علاوہ چڑچڑاپن اور غصہ نمایاں ہوتا ہے۔ ذہن میں موت اور خودکشی کے خیالات آتے رہتے ہیں، جنون اور ڈپریشن کی انتہاؤں کے درمیان مکمل صحت مند نظر آنا بھی اس بیماری کا حیران کن حصہ ہے۔ یہ مریض بائی پولر کی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے۔ ایسا مریض بہت کچھ کرتا نظر آتا ہے لیکن گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ اس کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو نتیجہ صفر سے بہت نیچے نظر آتا ہے۔ یہ بیماری بنیادی طور پر موروثی ہے، ماحول اور بیرونی عوامل بھی اس بیماری کے ظاہر ہونے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس مرض میں مبتلا اکثر نوجوان سحر انگیز اور مسحور کن شخصیت کے مالک ہوتے ہیں اس لیے ان پر آسانی سے کسی ذہنی و اعصابی مرض کا شبہ نہیں پڑتا، فسوس ناک امر یہ ہے کہ اول تو علاج نہیں ہوتا، اگر ہو تو کئی سال بعد اور سرسری نوعیت کا۔ اس دوران بیماری شدید سے شدید تر ہوتی چلی جاتی ہے اور مریض گھر اور گھر سے باہر تباہ کن رویوں کے ساتھ زندگی گزارتا رہتا ہے۔ شروع ہی میں صحیح تشخیص اور بروقت علاج سے مریض کو بہترین مدد ملتی ہے۔

علاج کی غیر موجودگی میں حالات بگڑتے چلے جاتے ہیں۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ بیماری کے آغاز اور علاج میں اوسطاً دس سال کا وقفہ ہوتا ہے۔ اس دوران پے در پے حادثات ہوتے رہتے ہیں، خودکشی کرنے اور گھر سے بھاگ جانے کا خطرہ مریض کے سر پر منڈلاتا رہتا ہے۔

موڈ اور مزاج کی خرابی میں مبتلا تقریباً سبھی نوجوان ذہنی اذیت کم کرنے کیلئے نشہ آور اشیاء اور شراب کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ ان میں سے 90% کو منشیات مدد دیتی رہتی ہے جبکہ باقی 10% نشے کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور یوں وہ ایک دوسری مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔ یوں سمجھیں کہ جیسے کسی کے تن بدن میں آگ لگی ہو اور وہ اسے بجھانے کے لیے سمندر میں کود پڑے اور ڈوب جائے۔ ایسی صورت میں جب نشے کی بیماری اور بگاڑ کے پس منظر میں موڈ اور مزاج کی کوئی بیماری ہو تو ہر دو بیماریوں کا ایک ہی وقت میں علاج ضروری ہے۔ صحیح اور بروقت علاج مریض کی زندگی میں استحکام اور خوشحالی لاتا ہے۔ ماضی کے بہت سے کامیاب اور مشہور لوگوں میں اس بیماری کی علامات دیکھی گئی ہیں۔

ہرچند کہ بائی پولرڈس آرڈر میں تشخیص کیلئے کوئی بلڈ ٹیسٹ یا دماغ کا سکین مدد نہیں کرتا لیکن پھر بھی ٹھوس علامتی بنیادوں پر تشخیص کی جاتی ہے۔ دراصل یہ ایک تربیت یافتہ اور تجربہ کار معالج کا تجربہ ہوتا ہے۔ تشخیص کیلئے ایسے معالج کی تلاش کرنی چاہیے جو تربیت اور تجربے سے لیس ہو، علاج کے تمام معاملات پر بات کر اور سُن سکے اور آسانی سے رابطے میں آسکے۔ خوشخبری یہ ہے کہ موڈ اور مزاج کی بیماریوں کا موثر علاج کیا جاسکتا ہے۔ اچھے علاج میں ادویہ، آگاہی، کونسلنگ اور نفسیاتی علاج شامل ہے۔ مناسب علاج کے علاوہ گھر اور تعلیمی ادارے میں بھرپور مدد ملے تو بہت سے نوجوان اس بیماری کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

والدین کیلئے اس حقیقت کا مان لینا کہ ان کے پیارے کو موڈ اور مزاج کی بیماری ہے یقیناً آسان نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ تشخیص میں تاخیر ہوتی ہے۔ تشخیص سے پہلے بہت سے قیمتی سال نوجوان کے غصے، مسلسل گرتی ہوئی کارکردگی اور بگڑے ہوئے رشتوں کی کشمکش میں ضائع ہو جاتے ہیں، ایسے حالات میں کامیاب تشخیص مریض اور اہل خانہ کی زندگی میں خوش آئند موڈ لے کر آتی ہے۔ اگر موڈ اور مزاج کی خرابیوں، اور نشے کی بیماری اور بگڑے ہوئے رویوں میں مبتلا نوجوانوں کے والدین خصوصی ٹریننگ سے گزریں تو وہ بڑی آسانی سے پیشہ ور ماہرین کی طرح اس بیماری کی علامتوں کو ابھرنے سے روک سکتے ہیں۔

کچھ دیگر دماغی امراض جیسے ڈپریشن، شیزوفرینیا اور بے چینی بھی نشہ کا نقطہ آغاز بن سکتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ نشہ آور ادویات اول اول طبی ضرورتوں کیلئے تجویز کی جاتی ہے لیکن مریض لاعلمی اور مصومیت میں استعمال جاری رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر کی تجویز کردہ ادویہ سے نقصان کیسے ہو سکتا ہے؟ پہلے پہل تو سرور اور مزہ ملتا ہے اور بعد میں یہی دوائیں گلے کا پھندا بن جاتی ہیں اب تک ان گنت خاندان ان ادویات کی ایڈکشن کی وجہ سے تباہی کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان دواؤں میں ٹریننگ اور مصنوعی نارکائکس بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ پاکستان میں لوگ یہ ادویات بغیر نسخے کے میڈیکل سٹور سے خریدتے رہتے ہیں۔ اس پر کوئی روک ٹھوک نہیں۔

نشے کی بیماری کئی حوالوں سے جانی جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں اس بیماری کا تعارف ہیروئن کے حوالے سے ہوا ہے لیکن دنیا کے بیشتر ممالک میں لوگ اسے شراب، کوکین اور دیگر نشیات کے حوالے سے بھی پہچانتے ہیں۔ مختلف مریضوں میں نشے کی بیماری مختلف مرحلوں پر نظر آتی ہے۔ اس بیماری اور ان رویوں کے نقصانات میں دنگے فساد، ٹریفک کے حادثات، آتشزدگیاں، چوریاں، ڈکیتیاں، لاقانونیت، کالے دھندے، طلاقیں، خودکشی اور قتل کے سانحوں پر

نظر ڈالیں تو ڈرا دینے والے اعداد و شمار سامنے آتے ہیں۔ بیماریوں میں سے یہ بیماری خاصی قاتل واقع ہوئی ہے۔

سب سے پہلے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے مکمل بیماری سمجھا جائے۔ کسی مرض کو صرف مرض کہنا اور بات ہے اور اس سے مرض جیسا سلوک کرنا مختلف بات ہے۔ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے کیا آپ نشہ کی بیماری اور شوگر کی بیماری کے بارے میں ایک جیسی سوچ اور عمل رکھتے ہیں۔

برسوں پہلے طبی ماہرین نے نشہ کی بیماری کے ضروری اجزاء دریافت کر لئے تھے۔ یہ بیماری آہستہ آہستہ بڑھتی ہے، تادیر برقرار رہتی ہے اور علاج کی عدم موجودگی میں جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔ اس بیماری میں کسی حد تک موروثی عنصر کا بھی ہاتھ نظر آتا ہے تاہم نشہ نہ کیا جائے تو موروثی عنصر دبا رہتا ہے اور اگلی نسل میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اس بیماری میں علامات کی پہچان نہ ہونے سے تشخیص میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اس بیماری میں خود مریض مرض کی موجودگی سے انکار کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ مرض کا جادو سر چڑھ کر بولنا شروع کر دیتا ہے۔

بلاشبہ بحالی و خوشحالی کیلئے نشہ چھوڑنا ہی واحد علاج ہے اس مرض میں فی الحال کوئی ایسا علاج موجود ہے جو انہیں نقصان اٹھائے بغیر نشہ کرنے میں مدد دے۔ اگر ایسا علاج ہوتا تو ہم مریض کو ہر قسم کے نشے سے مکمل پرہیز کی ہدایت نہ کرتے بلکہ علاج کی مدد سے اسے پھر سے نارمل طریقے سے نشہ کرنے کے قابل بنا دیتے۔ اگر ہم ایسا کر سکتے تو مریض ہمارا لوہا مانتے اور ہاتھ چومتے۔ دنیا بھر میں نشہ کی علاج گاہیں مکمل پرہیز اور نشہ کے بغیر خوش و خرم رہنے کی تربیت دیتی ہیں، ساتھ ہی ساتھ کچھ امور میں مہارت بھی مہیا کرتی ہیں، اس لیے مریض علاج پر آمادہ نہیں ہوتے، وہ نشہ کے بغیر زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کر پاتے اس لیے وہ ان مہارتوں کو سیکھنا نہیں چاہتے جو نشہ کے بغیر خوش و خرم زندگی گزارنے میں مدد دیتی ہیں لوگ چاہتے ہیں کہ ان کا مسئلہ چنگی بجاتے ہی حل ہو جائے۔

نشہ کرنے کی وجوہات تلاش کرنے والوں کی بات چیت مختلف مفروضوں کے گرد گھومتی ہے۔ اس میں ماضی کے کبھیڑوں سے لے کر حال کے پیچیدہ مسائل کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔ فرض کریں آپ مریض کے نشہ کرنے کی اصلی اور وڈی وجہ دور بھی کر دیں تو بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ نشہ کی بیماری اب اس وجہ کی محتاج نہیں، یہ مرض اب اپنے تسلسل کے معاملے میں اسی طرح خود کفیل ہے جس طرح ماچس کی تیلی بجھ جانے کے بعد بھی چولہا جلتا رہتا ہے۔ علاوہ ازیں

اُلجھنوں کا تدارک کیا ہی نہیں جاسکتا خصوصاً اگر ان کا تعلق ماضی بچید سے ہو۔
نشے کے صحیح علاج میں منزل مقصود کو نگاہ سے اوجھل نہیں ہونے دیا جاتا۔ اچھا علاج مختصر اور
تیر بادف ہوتا ہے۔ تھوڑی سی مدت میں ہی بہت کچھ حاصل کیا جاتا ہے اور مریض کو مثبت نتائج
کے حصول کیلئے مدتوں انتظار نہیں کرنا پڑتا۔

ہمارے موڈ اور مزاج کو بنیادی طور پر کچھ کمیکلز کنٹرول کرتے ہیں ان قدرتی کمیکلز کے
اثرات ہمارے موڈ اور رویوں میں تبدیلی کا باعث بنتے ہیں، ہمارا مزاج اور رویے جہاں حالات
سے متاثر ہوتے ہیں وہاں ان کمیکلز کی دستیابی یا عدم دستیابی سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ جب کوئی
نیا اور بیرونی کیمیکل ان قدرتی کیمیکلز میں شامل ہوتا ہے تو یہ ان باقی کیمیکلز کو مختلف انداز میں متاثر
کرتا ہے۔

نشے کے مرض میں مبتلا شخص کے دماغ پر ان بیرونی کیمیکلز کے اثرات طویل عرصے تک
رہتے ہیں اور اس کے دماغ کی کیمسٹری کو تبدیل کر دینے کا باعث بنتے ہیں۔

نشے سے بحالی کیلئے یہ ضروری ہے کہ نشے کو بنیادی، دائمی، بڑھنے والی اور جان لیوا بیماری
سمجھا جائے۔ اس نظریے کو زبانی جمع خرچ کے طور پر نہیں بلکہ تہہ دل سے قبول کیا جائے۔ سوچ کی
یہی بنیادی تبدیلی آپ کو نشے کے مرض کی اصل شکل و صورت سے آشنا کرتی ہے۔

1- بنیادی بیماری سے مراد وہ بیماری ہے جو کسی دوسری بیماری کے نتیجے میں وجود میں نہیں آتی۔
ایسی بیماری اپنی وجہ آپ ہوتی ہے۔ عام تاثر کے برعکس نشے کی بیماری تشویش، ڈپریشن یا
اعصابی تناؤ کی وجہ سے شروع نہیں ہوتی، ہاں نشے کا استعمال ان وجوہات سے شروع ہو
سکتا ہے۔ نشے کی بیماری کسی نشہ کرنے والے میں تب شروع ہوتی ہے جب اُس کے جسم
میں نشے سے نمٹنے کا نظام ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اولاً جسم نشے کو تیزی سے ضائع کرتا ہے،
مریض کو نشہ نہیں ہوتا اور وہ مزید نشہ کرتا ہے۔ کچھ عرصے بعد نشے کی بیماری ایک اور کروٹ
لیتی ہے، جسم میں زہریلے مادے بننے لگتے ہیں اور بالآخر مریض کی مت ماری جاتی ہے۔

2- دائمی بیماری سے مراد یہ ہے کہ اب مریض کو کسی بھی علاج سے نارمل اور محفوظ طریقے سے
دوبارہ نشہ کرنے کے قابل نہیں بنا سکتے۔ ہاں! اچھے علاج سے اسے نشے کے بغیر خوش و خرم
رہنا سکھا سکتے ہیں۔

3- بڑھنے والی بیماری گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے۔ نشے کے
مریضوں کی زندگی کا جائزہ لینے سے مرض کا بڑھتا ہوا اثر واضح ہو جاتا ہے۔ بعض مریض یہ

سمجھنے میں کوتاہی برتتے ہیں۔ علاج کے بعد وہ کئی سال تک نشیات سے پرہیز کرتے ہیں، پھر اچانک ایک روز انہیں سوٹا ”لگانے“ یا ”چسکی“ لینے کا خیال آتا ہے اور وہ دوبارہ مرض کے چنگل میں گرفتار ہو جاتے ہیں یعنی کچھ عرصہ نشہ چھوڑنے کے بعد جب مریض بظاہر بھلا چڑگا نظر آتا ہے، حالانکہ وہ اب بھی نشہ کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ پس اگر وہ اپنے آپ کو صحت مند سمجھ کر نشہ کرتا ہے تو پہلے کی طرح ہی سنگین نتائج نکلتے ہیں۔

4- جان لیوا بیماری کا مطلب ہے کہ یہ جان سے مارنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جان سے مارنے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ نشے کے کچھ مریض طبعی اور کچھ غیر طبعی وجوہات کی بناء پر جان ہار دیتے ہیں۔ نشے کے مریضوں میں حادثات اور خودکشی عام ہے۔ والدین تو بس سمجھیں کہ زندہ ہی درگور ہو جاتے ہیں۔ تاہم یہ ساری صورتحال بدل سکتی ہے۔ بشرطیکہ آپ حقائق جان لیں اور ان پر عمل پیرا ہو جائیں۔ یاد رکھیے! کہ صحیح طریقہ کار کو جان لینا اور اس پر عمل پیرا نہ ہونا ایسے ہی ہے جیسے کے ٹھنڈی ہوا کہ جھونکوں میں سانس لینے سے انکار کر دینا۔